لاتشرک باللہ وان حرقت
"اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگرچہ
تجھے جلا دیا جائے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد 21 ص 13)
شرک فی العبادۃ
کے سدباب میں
مفکر اسلام احمد رضا خان
کا کردار
مقالہ نگار
پروفیسر ڈاکٹر دلاور خان
ناشر رُشد الایمان فاؤنڈیشن سمندری پاکستان

اشاعت خاص بائیسویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس

۲۸ اکتوبر ۲۰۲۳

شرک فی العبادۃ کے سدباب میں
مفکر اسلام احمد رضا خان کا کردار

تحقیق

پروفیسر دلاور خان

زیر سرپرستی

پیکر اخلاص حضرت صاحبزادہ سید ریاست رسول قادری

صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سمندری

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سمندری فیصل آباد (پاکستان)

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

نام کتاب: **شرک فی العبادۃ کے سدباب میں مفکر اسلام احمد رضا خان کا کردار**

تحقیق: پروفیسر دلاور خان

باہتمام: محمد شرافت علی قادری رضوی

مہتمم: جامعہ حنفیہ رضا اسلام ریسرچ سنٹر سمندری (پاکستان)

تاریخ اشاعت: ۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۵ ہجری بمطابق ۲۰۲۳

صفحات: ۳۲

تعداد: ۱۰۰۰

ناشر: رشد الایمان فاؤنڈیشن سمندری پاکستان

ملنے کا پتہ

جامعہ حنفیہ رضا اسلام ریسرچ سنٹر 237 گ۔ب سمندری فیصل آباد (پاکستان)

0344-8672550

نوٹ: اس کتاب کی پروف ریڈنگ انتہائی احتیاط سے کی گئی ہے اگر پھر بھی کوئی لفظی غلطی نظر آئے تو اطلاع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا۔(سورۃالنساء،36)

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی شے کو بھی مت شریک کرو۔

حضرت معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں دراز گوش پر نبی ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپنے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں، اور اللہ پر (اس کے فضل سے) یہ حق کہ جو اس کے ساتھ بالکل شریک نہ کرے وہ اسے عذاب نہیں دے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ دوں؟ آپ نے فرمایا ان کو خوش خبری مت دو ورنہ وہ اسی پر توکل کرکے بیٹھ جائیں گے (عمل نہیں کریں گے) (صحیح بخاری، رقم الحدیث:۲۸۵۶، صحیح مسلم، رقم الحدیث:۳۰)

اللہ تعالیٰ نے فرماں بردار انسان کو اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز فرمایا یہی وجہ ہے کہ اس کا مقصد حیات عقیدہ توحید کے زیر سایہ زندگی بسر کرنا ہے اور بقائے زندگی کے لیے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ کائنات کو خوب برتنا ہے نہ کہ اسے پوجنا۔جب انسان مظاہر فطرت اور فرد کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتا ہے تو نہ صرف وہ اللہ تعالیٰ کے عتاب کا مستحق قرار پاتا ہے بلکہ قعر مذلت میں بھی جا گرتا ہے۔اس کا وقار، اور اللہ تعالیٰ سے وفاداری کا تقاضا ہے کہ انسان کی زندگی عقیدہ توحید کا پرتو ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے شرک کی آلودگی اور نجاست سے پاک وصاف ہو۔یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء نے معرفت توحید اور رد شرک کو اپنی تعلیمات کا مرکزی نکتہ قرار دیا ہے۔ آپ نہ صرف فنا فی الرسول ﷺ کے منزل پر فائز تھے بلکہ حتمی اور آخری منزل فنا فی اللہ کے درجے پر بھی فائز تھے اور معرفت توحید سے بھی سرشار تھے۔ مفکر اسلام الشیخ احمد رضا خان قادری حنفی ماتریدی نے مسلم امہ کو خالص توحید کی دعوت دی اور شرک فی الصفات، شرک فی الذات اور شرک فی العبادۃ کی راہیں مسدود کرنے کے لیے نہ صرف فتاویٰ جاری کئے بلکہ کئی رسائل بھی رقم کئے جس کے حوالہ جات آگے آئیں گے۔ آپ نے ان لوگوں کا بھی خوب تعاقب کیا جنہوں نے اپنے سوا پوری امت کو مشرک قرار دیا۔زیر نظر مقالے میں صرف "شرک فی الصفات" کے سدباب میں مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا طائرانہ خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے ملاحظہ ہو:

غیر خدا کی عبادت کا آغاز:

شیخ الاسلام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے! دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یوں ہوئی کہ صالحین کی صحبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں (عبادت گاہوں) میں تبرکا رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی، شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں، صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۲۳ۚ (سورہ ۷۱، آیت ۲۳)

کافروں نے کہا ہر گز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑو، اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کبھی نہ چھوڑو (ت) کی تفسیر میں ہے "قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلکوا اوحی الشیطان الی قومهم ان نصبوا الی مجالسهم التی کانوا یجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا اهلك اولٰئك و نسخ العلم عبدت" (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے فرمایا یہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے نیک اور پارسا لوگوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پا چکے تو شیطان نے بعد کے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ جہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہیں ان مجالس میں انھیں نصب کر دو (یعنی قرینے سے انھیں کھڑا کر دو) اور جو ان کے نام (زندگی میں) تھے وہی نام رکھ دو، تو لوگوں نے (جہالت سے) ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ عرصہ ان کی عبادت نہیں ہوئی، یہاں تک کہ جب وہ تعظیم کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا (اور ہر طرف جہالت پھیل گئی) تو پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی) عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابو جعفر بن المهلب سے راوی: ابو جعفر نے فرمایا: قال کان

ود رجلا مسلما وكان محببا فی قومہ فلما مات عسكروا حول قبره فی ارض بابل وجزعوا عليہ فلما رای ابليس جزعهم عليہ تشبہ فی صورة انسان ثم قال اری جزعكم علی هذا فهل لكم ان اصورلكم مثلہ فيكون فی ناديكم فتذكرونہ بہ قالو انعم فصور لهم مثلہ فضعوه فی ناديهم وجعلوا يذكرونہ فلما رای مالهم من ذكره قال هل لكم ان اجعل لكم فی منزل كل رجل منكم تمثالا مثلہ فيكون فہ بيتہ فتذكرونہ قالوا نعم فصور لكل اهل بيت تمثالا مثلہ فاقبلوا فجعلوا يذكرونہ بہ قال وادرك ابنائهم فجعلوا يرون ما يصنعون بہ و تناسلوا ودرس امر ذكر هم اياه حتی اتضذوه اٰلها يعبدونہ من دون الله قال وكان اول ما عبد غير الله فی الارض ود الصنم الذی سموه بود۔

(ابو جعفر نے فرمایا: ''ود'' ایک مسلمان شخص تھا جو اپنی قوم میں ایک پسندیدہ اور محبوب شخص تھا جب وہ مر گیا تو سرزمین بابل میں لوگ اس کی قبر کے آس پاس جمع ہوئے اور اس کی جدائی پر بے قرار ہوئے (اور صبر نہیں کر سکے) جب شیطان نے اس جدائی میں لوگوں کو بے تاب پایا تو وہ انسانی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میں اس شخص کے مرنے پر تمہاری بے قراری دیکھ رہا ہوں کیا مناسب سمجھتے ہو کہ میں بالکل اس جیسی تمھارے لئے اس کی تصویر بنادوں پھر وہ تمھاری مجلس میں رہے، پھر اس کی تصویر دیکھ کر تم اسے یاد کرو۔ لوگوں نے کہاہاں یہ اچھی تجویز ہے۔ پھر شیطان نے لوگوں کے لئے بالکل اسی جیسی اس کی تصویر بنادی اور لوگوں نے اسے اپنی مجالس میں سجار کھا اور اس کی یاد کرنے لگے۔ پھر شیطان نے دیکھا کہ اس کے ذکر سے

لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے پھر شیطان کہنے لگا کیا تم یہ مناسب کہتے ہو کہ میں تم میں سے ہر شخص کے لیے اس کے گھر میں اس کے بزرگ کا عکس تیار کر کے سجادوں تاکہ وہ اس کے گھر میں موجود ہو اور تم سب لوگ (انفرادی اور اجتماعی طور پر) اس کا تذکرہ کرتے رہو۔ لوگ کہنے لگے ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اس نے سب گھر والوں کے لیے بالکل اسی جیسا اس کا ایک ایک فوٹو تیار کر دیا پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کا فوٹو دیکھ کر اسے یاد کرتے رہے راوی نے کہا اور ان کی اولاد نے یہ دور پالیا، پھر وہ دیکھتے رہے کہ جو کچھ ان کے بڑے کرتے رہے، اور پھر نسل آگے بڑھی (اور پھیلی) اور جب اس کے ذکر کا سلسلہ کچھ پرانا ہو گیا یہاں تک کہ جہالت سے پچھلے اور آنیوالی نسلوں نے اسے خدا بنالیا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرنے لگے۔ (راوی نے کہا) سب سے پہلے زمیں پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ یہی بت ہے جس کا نام لوگوں نے "ود" رکھا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ ص ۵۷۴،۵۷۳)

جب یہودی اور نصرانی حضور ﷺ کی خدمت میں جمع ہوئے اور حضور ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو ابورافع قرظی نے کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی اس طرح عبادت کریں جس طرح نصاریٰ عیسیٰ ابن مریم کی عبادت کرتے ہیں؟ اور ایک نجرانی عیسائی نے جس کا نام رئیس تھا مشہور تھا اس نے کہا آپ چاہتے ہیں اور اسی کی دعوت دے رہے ہیں؟ اس پر حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: معاذاللہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں، نہ مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے اور نہ مجھے اس کا حکم ہے۔ (جامع الاحادیث ج اول ص ۲۲)

عبادت کی تعریف:

مفکر اسلام عبادت کی چند تعریفات یوں نقل کرتے ہیں:

(۱) امام لامشی پھر ابو السعود ازہری پھر سید احمد طحطاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں:

العبادۃ عبارۃ عن الخضوع و التذلل وحدھا فعل لایراد بہ الا تعظیم اللہ تعالیٰ بامرہ۔

(عبادت انتہائی عاجزی اور انکساری کا نام ہے، اس کی تعریف یہ ہے وہ ایک ایسا فعل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی تعظیم کے بغیر کچھ بھی مراد نہیں ہوتا)

(۲) امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غمز العیون نیز علامہ شامی رد محتار میں فرماتے ہیں:

العبادۃ مایثاب علیٰ فعلہ ویتوقف علیٰ نیتہ۔

(عبادت وہ ہے کہ جس کے کرنے سے ثواب دیا جاتا ہے اور ثواب کی نیت پر موقوف ہوتی ہے)

(۳) نیز شرح الاشباہ والنظائر میں ہے:

العبادۃ ما نعبد بہ بشرط النیۃ و معرفۃ المعبود۔

(عبادت وہ فعل ہے جس کے ذریعے بندگی کا اظہار کیا جاتا ہے بشرط یہ کہ ثواب کی نیت ہو اور معبود کی معرفت حاصل ہو)

(۴) تعریفات علامہ سید شریف میں ہے:

العبادۃ ھو فعل المکلف علیٰ خلاف ھوی نفسہ تعظیما لربہ۔

(عبادت، مکلف کا وہ فعل ہے جو وہ اپنے رب کی تعظیم کے لیے اپنے نفس کی خواہش کے خلاف کرے)

(۵) مفردات امام راغب میں ہے:

العبودية اظہار التذلل والعبادةابلغ منها لانها غاية التذلل ولا يستحقها الا له غاية الا افضال و هو الله تعالیٰ والهذا قال لاتعبدو الاایاه۔

(عبودیت، عجز ورسوائی کو ظاہر کرنا ہے، اور عبادت اس سے زیادہ بلیغ ہے کیوں کہ وہ انتہائی عاجزی اور رسوائی کا نام ہے چنانچہ عبادت کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا جو انتہائی فضل والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اسی لیے اس نے فرمایا ہے کہ مت عبادت کرو مگر اسی کی)

(۶) تاج العروس میں نقل کیا:

العبادة فعل مایرضی به الرب۔ (عبادت وہ فعل ہے جس کے کرنے پر رب راضی ہوتا ہے)

عبادت کا جامع تصور:

آپ مذکورہ بالا عبادت کی تعریفات کی تحسین کرتے ہوئے اپنی جلالت علمی کی روشنی میں "عبادت" کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

یہ تعریفیں بجائے خود قابل تعریف ہیں وانا اقول وباللہ التوفیق: عبادت کسی کو اقصی غایات تعظیم کا مستحق جان کر اس کی تعظیم بجالانا ہے اور اسی سے باعتقاد مذکور اس کے لئے تذلل نیز اس امر کا امتثال اس حیثیت سے کہ اس کا امر ہے، اس تعریف کی تسجیل اور ان تعریفات کے مالہا وماعلیہا کی تفصیل موجب تطویل یہاں بعض نکت کے طرف ایما کریں فاقول وبہ استعین (اور میں اسی سے مدد چاہتا ہوں)

(۱) عبادت حقہ کہ مستحق عبادت عز جلالہ کے لیے ہو اس میں اس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور مجرد زعم فاعل کافی نہیں، اور عبادت باطلہ میں اس کا زعم بس۔ مکاء و تصدیہ مشرکین عبادت الٰہی نہ تھا اور بتوں کے سامنے ان کا سنکھ اور گھنٹی بجانا عبادت، اگرچہ یہ بیہودہ افعال حقیقۃ تعظیم نہ ہوں، یونہی امتثال امر میں عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اس کا امر ہو، کفار کا امرنا اللہ بھذا (اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے) کہنا اگر واقعی ان کے زعم میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔

(۲) عبادت کے لئے نیت شرط ہے اور معرفت معبود لازم، جیسا کہ اس کی تعریف سے ظاہر ہے، اور کوئی کافر اصلا رب عز و جل کو نہیں جانتا جس کی تحقیق ہمارے رسالے باب العقائد والکلام میں ہے، امام راغب اصفہانی نے تصریح فرمائی کہ: الکفر ھوالجھل باللہ تعالیٰ (کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہیں جانے) ولھذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ، کمانصواعلیہ قاطبۃ (جیسا کہ اس پر سب نے نص فرمائی) اور مشرک عبادت باطلہ کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کر کے اس کی تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔

(۳) عبادت باطلہ میں التزام عبادت و قول بہ الوہیت غیر ہی اسے اقصٰی غایات تعظیم مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرتکب عناداً منکر ہو کر مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں) کہے، رب عزوجل ان کی تکذیب فرماتا ہے کہ ثم الذین کفروا بربھم یعدلون (پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے تھے) خود مشرکین روز قیامت اعتراف کریں گے: اذ نسویکم برب العٰلمین (جب کہ ہم تمھیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے)

(۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لیے ہے تو ان سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل انھیں کرنا ہی مطلقاً حکم شرک لائے گا جیسے صلوٰۃ وصوم وسہو ورنہ قصد عبادت عبادت پر موقوف رہے گا جیسے سجدہ کہ فی عبادت نہیں ولہذا سجدات اربعہ صلوٰۃ و سہو وتلاوت وشکر کے سوا سجدہ بے سبب حنفیہ کے نزدیک صرف مباح ہے۔ جیسا کہ در مختار میں ہے اور شوافعیہ کے نزدیک حرام جیسا کہ جوہر المنظم للامام ابن حجر مکی میں ہے۔ ولہذا غیر خدا کے لئے سجدہ عبادت کفر ہوا اور سجدہ تحیت حرام و کبیرہ ہے کفر نہیں جیسا کہ ہندیہ وغیرہ میں موجود ہے۔

عبادت کی اقسام: اول جسمانی عبادت نماز، روزہ اور حج، دوم مالی عبادت

نماز: مفکر اسلام قبروں کی طرف نماز کی ممانعت سے متعلق حدیث بیان فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبروں کی طرف نہ نماز پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ قبروں کی طرف نماز پڑھو اور نہ قبروں پر نماز پڑھو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبر دار ہر گز نہ کوئی کسی آدمی کی طرف نماز میں منہ کرے نہ کسی قبر کی طرف۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق نے قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: تمہارے سامنے قبر ہے قبر سے بچو۔ قبر سے بچو، اس کی طرف نماز نہ پڑھو۔ یہ نماز ہی میں قدم بڑھا کر قبر کے آگے ہو گئے۔

(جامع الاحادیث، جلد اول ص ۵۲۷)

جسمانی عبادت کے افعال:

غیر اللہ کو سجدہ کی ممانعت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غیر اللہ کے سجدے کی ممانعت سے متعلق درج ذیل احادیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا نے اپنی وفات اقدس کے مرض میں فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ بنالیا۔ اور فرمایا: ایسا کرنے والے پر اللہ عزوجل کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا: یہ نہ ہوتا تو مزار اطہر کھول دیا جاتا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں سجدہ نہ ہونے لگے۔

حضرت امیر المؤمنین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات انور کے مرض میں مجھ سے فرمایا:لوگو کو ہمارے حضور حاضر ہونے کا اذن دو،میں نے اذن دیا۔ جب لوگ حاضر ہوئے تو فرمایا: اللہ کی لعنت ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ ٹھہرالیں۔ پھر حضور ﷺ پر غشی طاری ہوئی جب افاقہ ہوا تو فرمایا: اے علی!لوگوں کو اذن دو،میں نے اذن دیا،فرمایا: اللہ کی لعنت ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ کرلیں، تین بار ایسے ہی فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک سب سے بدتر وہ ہیں جن کے جیتے جی قیامت قائم ہو گی اور وہ جو قبروں کو جائے سجدہ ٹھہراتے ہیں:

حضرت جندب سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے وفات پاک سے پانچ روز پہلے حضور ﷺ کو فرماتے سنا۔ خبر دار!تم سے اگلے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو محل سجدہ قرار دیتے تھے۔ خبر دار!تم ایسا نہ کرنا۔ضرور میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: الٰہی میرے مزار کریم کو بت نہ ہونے دینا۔ اللہ کی لعنت ان پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مسجد کرلیں۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا غضب اس قوم پر سخت ہوا جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ ٹھہرایا۔

حضرت عمر بن دینار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ کرلیا تو اللہ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نصاریٰ وہ قوم کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں تصویریں بنالیتے۔ یہ اللہ کے یہاں بدترین خلق ہیں۔

محدث بریلی فرماتے ہیں کہ:

علامہ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

"یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کے مزاروں کو سجدہ کرتے اور انہیں قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف منہ کرتے تو انہوں نے ان کو بت بنالیا۔ لہٰذا نبی ﷺ نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔

مجمع بحار الانوار میں ہے مزارات انبیاء کو قبلہ ٹھہرا کر نماز میں ان کی طرف سجدہ کرتے تھے جیسے بت۔

سراج منیر شرح جامع صغیر میں ہے:

مراد حدیث یہ ہے کہ انہوں نے مزارات کو سمت سجدہ بنالیا تھا۔

(جامع الاحادیث جلد اول، ص ۵۲۵ تا ۵۳۱،)

روزہ:

سوال: اکثر عورتیں مشکل کشا حضرت علی کا روزہ رکھتی ہیں کیسا ہے؟

آپ فرماتے ہیں: روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے، اگر اللہ کا روزہ رکھیں اور اس کا ثواب مولا علی کی نذر کریں تو حرج نہیں، مگر اس میں یہ کرتی ہیں کہ روزہ آدھی رات تک رکھتی ہیں شام میں افطار نہیں کرتی ہیں آدھی رات کے بعد گھر کے دروازے کھول کر کچھ دعا مانگتی ہیں اس وقت روزہ افطار کرتی ہیں۔ یہ شیطانی رسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد، ۱۰، ص ۶۵۴)

سجدہ عبادت کا شرعی حکم:

مفکر اسلام فرماتے ہیں:

بے شک سجدہ افعال عبادت میں سے ایک ہے سجدہ عبادت و سجدہ تحیت میں سوائے نیت کے کوئی فرق نہیں۔ اخلاص عبادت یہ ہے غیر کی مشابہت سے بھی بچے (۴۷۶) سجدہ غایت تعظیم ہے جو عبادت آخری شان ہے اور غایت تعظیم کے لیے نہایت عظمت درکار، کم درجہ معظم کے لیے انتہا درجہ کی تعظیم صریح ظلم ہے گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اپنا رب حقیقی و مالک بالذات جان کے اس کے حضور غایت تذلل کے لیے زمیں پر پیشانی رکھنا سجدہ عبادت ہے اور معبود نہ جان کر صرف اس کی عظمت کے لیے روبخاک ہونا سجدہ تعظیمی ہے (جلد ۲۲ ص ۴۱۳۹)

"مسلمان اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ عبادت حضرت عزت جلاجلالہ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں۔ اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین ہے (۳۷۶)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے مزار اقدس کو پرستش کا بت نہیں بنانا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی تعظیم سجدے یا اس کے مثل نہیں کرنا جیسے تمہارے اغیار اپنے بتوں کے لیے کرتے ہیں کہ سجدہ ضرور گناہ کبیرہ ہے بلکہ نیت عبادت ہو کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ!(۴۴۰)

سجدہ تعظیمی:

سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر(۳۸۵) غیر خدا کو سجدہ تحیت، شراب پینے اور سؤر کھانے سے بدتر ہے۔(۴۲۷)

آپ لکھتے ہیں:

الحمدللہ یہ نفس سجدہ تحیت کے حکم میں ستر نص ہیں کہ سجدہ اللہ واحد قہار ہی کے لیے اور اس کے غیر کے لیے مطلقاً کسی نیت سے ہو حرام حرام حرام کبیرہ کبیرہ کبیرہ۔(۴۳۱)

مشابہ سجدہ کی ممانعت:

اقول: زمین بوسی حقیقت میں سجدہ نہیں کہ سجدہ میں پیشانی زمین پر ضرور رکھی جاتی ہے۔ جب یہ اس وجہ سے حرام مشابہ بت پرستی ہو گی کہ صورت قریب سجدہ ہے تو خود سجدہ کس درجہ حرام اور بت پرستی کا مشابہ تام ہو گا۔ العیاذ باللہ(۴۳۳)

قبر کے سامنے سجدہ کی ممانعت:

مزار کو سجدہ درکنار کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل کو سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہو(۴۴۰) مقبرے میں نماز مکروہ ہے اس سے غالباً کسی قبر کو منہ ہو گا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے۔(۴۴۰) ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ انبیاء واولیاء کے

مزارات شریفہ کی طرف نماز حرام ہے۔اگرچہ صرف تبرک و تعظیم کی نیت ہو۔
(۴۴۱) حضور ﷺ نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا۔(۴۴۱)
حرام ہے کہ مزار انور حضور سید عالم ﷺ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔(۴۴۲)

نماز کا رکوع و سجود اللہ ہی کے لیے ہے اور مصلی یقیناً استقبال قبلہ ہی کی نیت کرتا ہے نہ کہ توجہ الی القبر کی ، بایں ہمہ صرف قبر کے سامنے ہونا اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ ممنوع کرتا ہے تو خود قبر کو سجدہ کرنا یا اسے سجدہ قبلہ ء توجہ بنانا کس قدر سخت اشد ممنوع و حرام ہو گا۔ انصاف شرط ہے۔(۴۴۲)

سجدے کے سد ذرائع کی وضاحت ان اشعار میں یوں بیان فرماتے ہیں:

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو مگر سد ذرائع ادب

ہے اپنی شریعت کا

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار

روکیے سر کو روکیے، ہاں یہی امتحان ہے

اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں

اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو (حدائق بخشش)

رکوع:

حد رکوع تک جھکنا غیر خدا کے لیے جائز نہیں(۴۴۹)

روضہ انور کا نہ طواف کرے، نہ زمین چومے۔ نہ پیٹھ مثل رکوع جھکائے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔(رسائل رضویہ، جلد ۱۹، ص ۳۵۲، مطبوعہ بریلی)

طواف:

بلاشبہہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے۔(ج:۳۸۲)

اول: نہ طواف مقصود لذاتہ ہو نہ اس سے غرض و غایت نفس تعظیم بلکہ طواف کسی اور کا وسیلہ ہو اور اس فعل سے کوئی اور حاجت مقصود ہو جیسے سائلوں کا دروازوں پر گشت کرنا،

دوم: طواف مقصود لذاتہ ہو اور غایت غیر تعظیم۔ عساکر کا گرد شہر گشت کرنا، عساکر کو عرب میں طائف کہتے ہیں۔ مفردات راغب میں ہے۔ منہ الطائف لمن یدور حول البیوت حافظا (طواف سے طائف ماخوذ ہے اور طائف وہ ہے جو لوگوں کے گھروں کے آس پاس برائے حفاظت چکر لگاتا ہے)

سوم: طواف وسیلہ مقصود ہو اور غرض و غایت تعظیم جیسے نوکر چاکر غلاموں کا اپنے مخدوم و آقا پر طواف اس کے کام خدمت کو اس کے گرد پھرنا۔

چہارم: طواف بھی مقصود لذاتہ ہو اور غرض غایت بھی تعظیمی یعنی نہ طواف کسی اور فعل کے لیے وسیلہ ہو، نہ اس سے سوائے تعظیم کچھ مقصود، بلکہ نفس طواف سے محض تعظیم مقصود ہو، اسی کا نام طواف تعظیمی ہے جیسے طواف کعبہ۔

انواع ثلاثہ میں تو حکم عام ہے کہ اگر بہ نیت عبادت غیر ہے تو کچھ بھی ہو مطلقا شرک و کفر ہے اور بے نیت عبادت ہر گز شرک و کفر نہیں(۳۹۲) اگر نفس طواف سے تعظیم مقصود ہو تو غیر خدا کے لیے (طواف) ناجائز ہے۔ بلکہ غیر کعبہ و صفا و مروہ کا طواف اگرچہ خالصتا اللہ عزوجل ہی کی تعظیم کو کیا جائے ممنوع و بدعت ہے کہ نفس طواف کعبہ سے تعظیم امر تعبدی اور امر تعبدی میں قیاس تک غرض تعظیم ہو جیسے قسم

سوم میں تو بلاشبہ جائز ہے۔اور دونوں سے خالی طواف ہو جیسے قسم اول میں تو بدرجہ اولیٰ۔یہ تحقیق ناصح ہے جس سے حق متجاوز نہیں، وللہ الحمد، طواف قبر بھی اسی کلیہ سے باہر نہیں ہو سکتا اگر دونوں باتیں جمع ہیں یعنی طواف خود مقصود بالذات ہے اور سے تعظیم ہی مراد ہے تو بلاشبہہ حرام ہے۔اگر طواف مقصود بالذات ہو مگر اس غرض وغایت تعظیم مزار نہ ہو بلکہ محض تبرک واستفادہ تو اس کے منع کرنے پر بھی شرع سے کوئی دلیل نہیں مزار انور حضور سید اطہر ﷺ پر ثابت ہے کہ روزانہ صبح کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں۔الخ۔اگر طواف بہ نیت تعظیم قبر ہے تو بلاشبہ حرام ہے اور تبرک واستفاضہ وغیرہما نیات محمودہ سے ہے تو فی نفسہ اس میں حرج نہیں اور یہ ٹھہرالینا کہ اس مسلمان کی نیت طواف سے تعظیم قبر ہے قلب پر حکم ہے اور غیب کا اعادہ اور محض حرام ہے(۲۲/ ۳۹۹)ہاں یہ ضرور قابل لحاظ ہے کہ یہاں نیت جائز و نیت حرام ایسی متقارب ہیں جیسے آنکھ کی سیاہی سے سپیدی، تو عوام کے لیے اس میں ہرگز خیر نہیں اور ان میں سے جو ایسا کرنا چاہے ہرگز عوام کے سامنے نہ کرے، ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد(ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے ہر نکتے کا ایک خاص ہے)

دعا:

برعکس قرآن فہمی سے کورے اہل علم دانش نے متعدد معنی سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف "پکارنے" پر اصرار کرتے ہوئے ہر پکار کو کفر وشرک قرار دے کر اپنے سوا پوری امت کو مشرک وکافر قرار دے کر عالم اسلام پر غلبہ کفر جیسے جرم کا ارتکاب کر بیٹھے جب کہ ان پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کہاں اللہ تعالیٰ نے

قرآن میں متعدد بار اپنی مخلوق کو "ندا" سے خطاب کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ صرف وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کو مستقل بالذات اور مستحق عبادت پر ایمان رکھ کر کسی سے دعا کی جائے تو اس کے کفر و شرک میں کوئی کلام نہیں جب کہ کوئی بھی کلمہ گو اس نیت سے کسی کو نہیں پکارتا اور بد گمانی حرام ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الدعا ھو العباۃ (دعا عبادت ہے) حضور ﷺ نے فرمایا کہ الدعا مخ العبادۃ (دعا عبادت کا مغز ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بزرگی والی عبادت دعا ہے (الادب المفرد للبخاری)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ " دعا و ذکر کا عبادت ہونا بدیہی امر ہے (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۱۲۸)

دعا کرنے اور دعا کرانے میں بعض حد فاصل قائم کرنے سے محروم دکھائی دیتے ہیں اس میں دو رائے نہیں کہ " دعا" عبادت جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جب کہ مقدسات سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی درخواست کرانا یا ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا، اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرنا ہے اس مرحلے پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مفکر اسلام کے ان تراجم کا تذکرہ کر دیا جائے کہ دعا کا ترجمہ بطور "[عبادت" قرین قیاس کے مطابق کیا گیا ہے۔ جس میں غیر خدا کی ممانعت ہے۔

(۱)

وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا (الجن-18)

(اور یہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ کنز الایمان

إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلاَّ إِنَاثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلاَّ شَيْطَانًا مَّرِيدًا۔(النساء۱۱۷)

یہ تو اللہ کو چھوڑ کر صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور دراصل سرکش شیطان کو پوجتے ہیں۔ کنزالایمان

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ...

اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں (کنزالایمان)

نذر (منت):

اللہ عزوجل نے نذر پورا کرنے کا حکم دیا ہے ولیوفوا انذورھم یعنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی نذریں پوری کریں۔ نذریں پوری کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے یوں تعریف فرمائی: یوفون بالنذر نذر پوری کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے نہیں منع فرمایا بلکہ اس کی وفا کا حکم دیا ہے بخاری شریف میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنھا سے ہے من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ و من نذر ان یعصیہ فلا یصعہ یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی طاعت الٰہی مثل نماز روزہ وصدقہ وغیرھا کی منت مانے وہ بجالائے اور جو کسی گناہ کی منت مانے وہ باز رہے۔ ہاں یہ سمجھنا کہ نذر ماننے سے تقدیر بدل جائے گی جو نعمت نصیب میں نہیں وہ مل جائے گی جو بلا مقدر میں ہے وہ ٹل جائے گی۔ یہ اعتقاد فاسد ہے، ایسی ہی نذر سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

نذر مان کر یہ عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ ہی معاملات کو آسان فرماتا ہے اور وہی ذاتی طور پر نافع اور ضار ہے اور یہ نذر محض ایک وسیلہ ہے تو اس عقیدہ سے نذر اور اس کو پورا کرنا عبادت ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۱۳، ص۵۸۸،۵۸) اگر نذر میں کوئی ایجاب

نہ ہو۔ مثلاً اللہ کے لئے مجھ پر یہ نیاز لازمی کرنی ہے تو یہ نذر شرعی نہیں ہو سکتی۔ صرف نیت کچھ لازم نہیں ہوتا جب تک زبان سے الفاظ نذر وایجاب نہ کہے، اگر زبان سے الفاظ کہے اور ان سے معنی صحیح مراد لیے کہ پہلی تنخواہ اللہ عزوجل کے نام سے تصدق کروں گا اور اس کا ثواب حضرت مخدوم صاحب قدس سرہ العزیز کو دوں گا، یہ نذر صحیح شرعی ہے۔ فقرا پر تصدق کرنا لازم ہو گیا۔ بے ارادہ تصدق وغیرہ قربات شرعیہ صرف یہی مقصود تھا کہ پہلی تنخواہ خود حضرت کو دوں گا، تو یہ نذر باطل محض و گناہ عظیم ہو گی، مگر مسلمان پر ایسے معنی مراد لینے کی بدگمانی جائز نہیں جب تک وہ اپنی نیت سے صراحۃً اطلاع نہ دے۔ (نذر شرعی نہ کوئی) خو کھا سکتا ہے نہ اپنے ماں باپ وغیر ہما خواہ بیٹا بیٹی وغیر ہما فروع خواہ کسی ہاشمی یا غنی کا کھلا سکتا ہے بلکہ وہ خاص مساکین مصرف زکوٰۃ کا حق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد،۱۳، باب النذر)

پس معلوم ہوا کہ نذر شرعی سے مراد ہے کہ ایک مسلمان اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت جسمانی و مالی کی نیت و ایجاب کا قصد، حصول مقصد کے لیے کرے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اور اس کے مالی مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں اس کا ثواب مسلمانوں کو ہدیہ ایصال کیا جا سکتا ہے ایسی شرعی نذر / منت اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اس کے غیر کے لئے ماننا باطل و حرام ہے۔

عرفی / مجازی نذر:

سوال: زید نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام اللہ کر دے تو میں مولود شریف یا گیارہویں شریف وغیرہ کروں گا تو کیا اس کے کھانے میں مٹھائی کو اغنیا بھی کھا سکتے ہیں؟

جواب: مجلس میلاد مبارک و گیارہویں میں عرف و معمول یہی ہے کہ اغنیا و فقراء سب کو دیتے ہیں جو لوگ ان کی نذر مناتے ہیں اسی طریقہ رائجہ کا التزام کرتے ہیں نہ یہ بالخصوص فقراء پر تصدق، تو اس کا لینا سب کو جائز ہے، یہ نذور فقہیہ سے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: زید نے یہ نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو اپنے احباب کو کھانا کھلاؤں گا، تو کیا اس طرح کی منت ماننا اور اس کا ادا کرنا زید پر واجب ہو گا یا نہیں؟

جواب: یہ کوئی شرعی نذر نہیں وجوب نہیں ہو گا اور بجا لانا بہتر ہے ہاں اگر احباب سے مراد خاص معین بعض فقراء و مساکین ہوں تو وجوب ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳، ص ۵۸۴ مطبوعہ لاہور)

صدقات نافلہ:

و در بعض دیگر ہمیں ترجیح ارادی ہے ست کہ مصلحت و دروے کم از کم تذکیر وتیسیر نیست۔ ہم ازیں باب ست تعینات مردم در سوم و چہلم و شش ماہ و سر سال کہ بعض ازنہا مصلحتے خاص دارد و بعض آخر بقصد آسانی و یاد دہانی معتاد معہود گردید، ولا مشحۃ فی الاصطلاح۔ (اور بعض دیگر میں یہی ترجیح ارادی ہے جس میں کم از کم یاد دہانی اور آسانی کی مصلحت ضرور کار فرما ہے اسی باب سے سوم، چہلم، چھ ماہ اور انتہائے سال کے تعینات سے جو لوگوں نے جاری کر رکھے ہیں۔ ان میں سے بعض میں کوئی مصلحت

بھی ہے اور بعض دیگر آسانی و یاد دہانی کے خیال سے رائج و معمول ہیں صدقات نافلہ کے عرفی و مجازی نام سوم، چہلم برسی کی اصطلاح استعمال کرنے کی شریعت میں ممانعت نہیں۔ت)۔۔۔ ہاں جو عامی شخص اس تعین (عرفی، مجازی) عادی کو توقیت شرعی جانے اور گمان کرے کہ ان دنوں کے علاوہ ایصال ثواب ہو گا ہی نہیں یا جائز نہیں ،یاان ایام میں ثواب دیگر ایام سے زیادہ کامل و وافر ہے تو بلاشبہہ وہ شخص غلط کار اور جاہل ہے اور گمان میں خطاکار اور صاحب باطل ہے۔ لیکن اتنا گمان اصل ایمان میں خلل نہیں لاتا،نہ ہی کسی قطعی عذاب اور حتمی وعید کا سبب ہوتا ہے۔جملہ (سوم چہلم و برسی) حق آن ست کہ تخصیصات مذکورہ تعینات عادیہ (عرفی و مجازی)ست کہ زنہار جائے جائے طعن و ملامت نیست۔ ایں قدر را حرام و بدعت شنیعہ گفتن جہلے ست صریح وخطائے قبیح۔ شاہ رفیع الدین مرحوم دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب در فتویٰ خودش چہ خوش سخن انصاف گفتہ عبارتش چناں آوردہ اند(ترجمہ: الحاصل حق یہ ہے کہ مذکورہ تخصیصات (سوم ،چہلم وبرسی) سبھی تعینات عادیہ (عرفیہ ،مجازیہ) سے ہیں جو ہرگز کسی طعن اور ملامت کے قابل نہیں۔ اتنی (عادیہ و عرفیہ)بات کو حرام اور بدعت شنیعہ کہنا کھلی ہوئی جہالت اور قبیح خطا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز کے بھائی شاہ رفیع الدین نے اپنے فتویٰ میں کیا ہی عمدہ انصاف کی بات لکھی ہے۔ ان کی عبارت یوں نقل کی گئی ہے)(الحجۃ الفاتحۃ الطیب التعین والفاتحۃ از مفکر اسلام احمد رضا خاں قادری)

سنیوں میں کوئی اسے خاص گیارہویں ہونا شرعاً واجب نہیں جانتا، اور جو جانے محض غلطی پر ہے۔ ایصال ثواب ہر دن ممکن ہے اور کسی خصوصیت کے سبب ایک تاریخ کا التزام اسے شرعا واجب نہ جانے تو مضائقہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہر پیر کا نفلی روزہ رکھتے کیا اتوار یا منگل کو رکھتے تو نہ ہوتا، یا اس سے یہ سمجھا گیا کہ معاذاللہ حضور ﷺ نے ہر پیر کو روزہ واجب سمجھا؟ یہی حال تیجے اور چہلم کا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد۹ ص۲۰۵) مردے کی طرف سے تصدق کرنا چاہیے (۹/۶۱۲) حضور ﷺ نے فرمایا: ما علی احد اذا ارادا ان یتصدق اللہ صدقۃ تطوعا ان یجعلھاعن والدیہاذا کانا مسلمین ، فیکون لوالدیہ اجرھا ، ولہ مثل اجور مثل ھما بعد ان لاینقص من اجور ھما شئی (جب تم سے کوئی شخص کسی صدقہ نافلہ کا ارادہ تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے دے کہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو (۹/۶۱۹) اس زمانے کے معتزلیت کا چھپا ہوا خون جوش میں آگیا ہے معتزلہ کی نیابت اور خصوصی وکالت کے پردے میں ایصال ثواب کے منکر ہیں اور خود اہل سنت کے اجماع قطعی کے مخالف ہیں (الحجۃ الفائحۃ لطیب التعین والفاتحۃ)

مفکر اسلام الشیخ احمد رضا خان قادری حنفی ماتریدی فرماتے ہیں: نذر و نیا کہ مسلمین بقصد ایصال ثواب بارواح طیبہ حضرات اولیاء کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم کرتے ہیں ہرگز قصد عبادت نہیں رکھتے نہ انہیں معبود و الہ و مستق عبادت جانتے ہیں ،نہ یہ نذر شرعی ہے بلکہ اصطلاح عرفی کہ سلاطین و علماء کے حضور جو چیز پیش کی جائے اسے نذر و نیاز کہتے ہیں۔۔۔ ہاں جو شخص عبادت غیر کا قصد کرے ضرور مشرک ہے

مگر یہ قصد مسلمان کلمہ گو سے بغیر اس کے صریح اقرار کے کہ وہ غیر خدا کو معبود جانتا ہے۔ محض اپنے ظنوں سے ثابت نہیں ہو گا، یہ سب سے بدتر بدگمانی سب سے سخت تر جھوٹ اور اشد حرام ہے (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۳۳، ۱۳۲)

قربانی:

ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت و تعظیم کی مخصوص نیت سے ذبح کیا تو حرام ہو گیا اگرچہ مالک کی نیت اللہ کے لئے خاص تھی۔۔۔ مسلمان ذابح کی نیت بھی وقت ذبح کی معتبر ہے اس سے قبل و بعد کا اعتبار نہیں ذبح سے ایک آن پہلے خاص اللہ کے لئے نیت کی تھی، ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لئے اس کی جان دی، ذبیحہ حرام ہو گیا، وہ پہلی نیت کچھ نفع نہیں دے گی، یوں اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لیے ارادہ تھا ذبح کے وقت اس سے تائب ہو کر مولا تبارک وتعالی کے لیے اراقت دم کی تو حلال ہو گیا یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان نہیں دے گی۔ مطلقا نیت غیر کو موجب حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن و حدیث و عقل کا مخالف ہے، آخر قصاب کی نیت تحصیل نفع دینا اور ذبائح شادی کا مقصود برات کو کھانا دینا ہے، نیت غیر تو یہ بھی ہوئی، کیا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے، یوں ہی مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست و بجا ہے۔۔۔ دیکھو علمائے کرام صراحۃً فرماتے ہیں کہ مطلقاً نیت ونسبت کو موجب حرمت جاننا اور وما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ماننا نہ صرف جہالت بلکہ جنون و دیوانگی اور شرع و عقل دونوں سے بیگانگی ہے، جب نفع دنیا کی نیت مخل نہیں ہوئی تو فاتحہ اور ایصال ثواب میں کیا زہر مل گیا۔ ہاں اگر کوئی جاہل اجہل یہ نسبت واضافت بقصد عبادت غیر ہی کی کرتا ہے تو اس کے کفر میں شک نہیں۔۔۔ شرک کے لیے قائل کی نیت پوچھیں گے، اگر اقرار

کرے کہ اس کی مراد عبادت غیر ہے تو بے شک مشرک کہیں گے ورنہ ہر گز نہیں، اور حکم حرمت صرف قول فعل ونیت ذابح خاص وقت ذبح پر مدار رکھیں گے۔ اگر مالک خواہ غیر مالک کسی کلمہ گو نے (معاذ اللہ) اسی نیت کے ساتھ ذبح کیا تو بے شک حرام کہ وہ اس نیت سے مرتد ہو گیا اور مرتد کا ذبیحہ نہیں۔۔۔ مسلمان اپنے رب عزوجل کا نام لے کر ذبح کر رہا ہے تو اس پر بد گمانی حرام وناروا ہے۔ اوہام تراشیدہ پر مسلمان کو (معاذاللہ) مرتکب کفر و شرک سمجھنا حلال خدا کا حرام کہہ دینا نام الٰہی عز وجل جو وقت تکبیر لیا گیا باطل وبے اثر ٹھہرانا ہر گز وجہ صحت نہیں رکھتا۔۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:ومالکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ(اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ کھاؤ اس جانور سے جس کے ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا) امام فخر الدین رازی" تفسیر کبیر" میں فرماتے ہیں: ان کلفنا بالظاہر لا بالباطن فا ذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب ان یحل، ولا سبیل لنا الی الباطن۔ یعنی ہمیں شرع مطہر نے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا ہے باطن کی تکلیف نہیں دی ،جب اس نے اللہ عزوجل کا نام پاک لے کر ذبح کیا جانور کا حلال ہو جانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کے طرف ہمیں کوئی راہ ہیں۔۔۔ بالجملہ مسلمانوں پر بد گمانی حرام اور حتی الامکان ان کے قول و فعل کو وجہ صحیح پر حمل واجب، اور یہاں ارادہ قلب پر بے تصریح قائل حکم لگانے کی اصلا راہ نہیں، اور حکم بھی کیسا کفر و شرک کا، جس میں اعلی درجہ کی احتیاط فرض، یہاں تک کہ ضعیف سے ضعیف احتمال سے بچاؤ ہو تو اس پر اعتماد لازم ہے (سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء)

غیر خدا کے لیے نذر فقہی کی ممانعت ہے ،اولیائے کرام کے لیے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذر کہی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں۔ عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں۔ (فتاویٰ افریقہ)

علماء اجماع ہے کہ اگر مسلمان نے جانور کو غیر اللہ کے تقرب (عبادت) کے لیے قصد کرتے ہوئے ذبح کیا تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ مرتد کے ذبیحہ کی طرح ہو گا(۲۰/ ص۲۹۴) ذبح اللہ عزوجل کے نام پر کیا جائے اور ثواب پہنچایا جائے ،نہ اس میں حرج نہ اس کے ماننے میں حرج ،مسلمان ایسا ہی کرتے ہیں اور یہی ان کا مقصود ہوتا ہے ،اس کے خلاف سمجھنا بد گمانی ہے اور یہ بد گمانی حرام ہے کمافی القرآن العظیم(۲۰/۲۹۶)

غلبہ اسلام کا جنون:

شرک فی العبادۃ کو کلیدی موضوع عبادت میں شرک کا تعین ہے کہ وہ کون کون سے امور ہیں جس کا ارتکاب کرنے سے ایک مسلمان شرک کا مرتکب ہو سکتا۔ اس موضوع پر مختلف دبستان نے بہت کچھ لکھا۔ اور اسی موضوع ''شرک فی العبادۃ'' میں اتنے آگے بڑھے کہ انہیں اپنے سوا تمام مسلمان مشرک دکھائی دینے لگے اور دعویٰ کرنے لگے کہ دھرتی پر ان کے معدود چند کے کوئی مسلمان نہیں۔

کفر و شرک ان کی طرف خود لوٹ گیا۔ان کے ان ناعاقبت اندیش فتوؤں نے اسلام کو مغلوب کرنے کی ناپاک جسارت کی ۔ جس نے ایک طرف وحدت مسلم کو تاراج کیادوسری طرف یہ فکر اسلامی ''غلبہ اسلام'' سے بھی متصادم ہے۔کیوں کہ اسلام غالب ہونے والا دین ہے نہ کہ مغلوب ہونے والا۔ اس کے برعکس ''شرک فی العبادہ'' بھی مفکر اسلام کی تحقیق کا موضوع ہے۔ دونوں کے فکر و نظر میں زمین آسمان کا فرق ہے آپ فکر قرآنی کے تحت غلبہ اسلام کے داعی ہیں آپ کی حتی المقدور کوشش یہ ہوتی ہے کسی بھی مسئلہ میں جس کا تعلق کفر و شرک سے ہو تو مسلمانوں کو اس سے بچانے کے لیے اپنے اوپر فرض کرتے ہیں کسی نہ کسی قول و فعل میں اگر ننانوے تعبیرات کفر کی ہیں اور ایک تعبیر اسلام کی گنجائش نکلتی ہے تو اسی ایک اسلامی تعبیر کا اطلاق کر کے اسلام کو غالب اور کفر و شرک کو مغلوب کرنے کا فریضہ سر انجام دیا جائے۔ آپ کے نزدیک صرف وہی مسلمان ہے جو ضروریات دی پر ایمان رکھتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں آپ کلمہ گو سے متعلق حسن ظن پر گامزن رہتے ہوئے بدگمانی سے مکمل گریز کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نہایت گہرائی و گیرائی کے ساتھ نفس مسئلہ کا مطالعہ کرتے ہیں اس کے بعد اس کا تجزیہ زیر غور لاتے ہیں تجزیہ کے زیر اثر آپ درجہ بندی کا تعین کرتے ہیں ہر درجہ پر ایک حکم لگانے کی بجائے ہر ایک پر انفرادی حکم لگاتے جس شاندار مثال زیر مطالعہ مقالہ ہے۔ آپ نے سجدے، طواف، قربانی، دعا، نذر، صدقہ نافلہ (تیجہ، چالیسواں، برسی، فاتحہ اور لنگر) کی شرعی لحاظ سے درجہ بندی کی کہ کون سی صورت جائز ہے اور کونسی صورت ناجائز ہے۔ آخر میں مفکر اسلام الشیخ احمد رضاخان کے فلسفہ غلبہ اسلام کو خود ان کی زبانی ملاحظہ ہو:

"فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے قول کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع و قبیح ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں، اگر کوئی ضعیف سے ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اسی طرف جائیں اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔ احتمال اسلام چھوڑ کر کفر کی جانب والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۵۹۶، جامعالاحدیث جلد اول ص ۴۳)